الاستمداد
مع
غائبانہ بیعت کا ثبوت
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
نور اللہ مرقدہ
مُفتی مُحمّد فیض احمد اُویسی رضوی
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

الاستمداد
مع
غائبانہ بیعت کا ثبوت

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

﴿الاستمداد﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محبوبانِ خدا (انبیاء واُولیاء علیہم السلام) سے مدد مانگنا اس عقیدہ پر کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے وسیلہ ہیں ان کی دعائیں مستجاب ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھی وعدہ فرمایا ہے: وَلَئِنْ سَأَلَنِی لَأُعْطِيَنَّهُ

(تفسیر القرطبی، الجزء٦،الصفحة١٣٥)

بنابریں انہیں عرض کرنا آپ دعا فرمائیں میرا کام ہو جائے۔ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں اسی موضوع پر اہل سنت کی طرف سے بیشمار تصانیف ورسائل معرض تحریر میں آ چکے ہیں۔ فقیر نے بھی درجنوں رسالے لکھے ہیں اس رسالہ میں صرف ان چند بزرگوں کی تصریحات عرض کرتا ہوں جو مخالفین کے معتمد علیہم ہیں یعنی شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، حاجی امداداللہ رحمہم اللہ۔

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسلک حق اہل سنت کے مقتدا و پیشوا ہیں انہیں وہابیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں ان کی بعض تصانیف میں تحریف واضافے وہابیوں نے کئے بلکہ بعض تصانیف ان کے نام سے شائع کیں۔ فقیر نے ان کی شرارت کو اپنی تصنیف "التحقيق الجلي فی مسلك شاه ولي" میں واضح کیا ہے دوسری تصنیف ''کیا شاہ ولی اللہ وہابی تھے؟'' میں بھرپور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہابی نہیں بلکہ سنی تھے ان کے عقائد ومعمولات اسی طرح تھے جیسے کہ دورِ حاضرہ میں اہل سنت بریلوں کے ہیں۔

(۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی متصلب سنی تھے۔ انہی کے دور میں ان کا بھتیجا شاہ اسماعیل دہلوی اہل سنت کے مذہب سے منحرف ہوا تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اسے عاق کر دیا اور اپنی جائیداد سے محروم کر کے ہمیشہ کے لئے اسے اپنے سے دور کر دیا۔ جب شاہ اسماعیل کی تصنیف تقویۃ الایمان منظرِ عام پر آئی تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ اگر میں نابینا نہ ہوتا تو اس کا رد اس طرح کرتا جیسے شیعوں کے رد میں ''تحفہ اثنا عشریہ'' لکھی ہے۔ یاد رہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصانیف میں وہابیوں دیوبندیوں نے تحریف واضافے کئے اس کی تفصیل بھی فقیر نے "التحقيق الجلي" میں لکھ دی ہے۔

(۳) حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی سنی تھے ان کے عقائد و معمولات اس طرح تھے جیسے آج کل سنی بریلویوں کے ہیں جیسا کہ ان کی تصانیف شاہد ہیں بالخصوص "فیصلہ ھفت مسئلہ ، کلیاتِ امدادیہ اور ملفوظات" وغیرہ ہیں ۔آپ کے خلفاء میں زیادہ اہل سنت علماء ہیں ۔اس کی تفصیل فقیر نے ''تذکرہ علمائے اَہلِ سنت'' میں عرض کردی ہے۔

ان کے حوالہ جات مخالفین کو ماننا ضروری ہے کیونکہ آپ دیو بند کے ستونوں (قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی) کے پیرومرشد ہیں اور پیری مریدی کا ضابطہ کلیہ ہے: ھمے سجادہ رنگین کن گرات پھرمغاں گوید

یعنی اگر پیر مفان گوید مصلے کو شراب سے رنگیں بنا دے۔

یعنی: اس کے ارشادِ گرامی کی پیروی اگر تجھے پیر مفان فرمائے اور یہ بھی اس شعبۂ تصوف کا ضابطہ ہے جو مرید اپنے مرشد کے خلاف کرے وہ مرید (بالضم) نہیں مرید (بالفتح) (راندۂ درگاہ) ہے۔ان حوالہ جات پڑھنے کے بعد قارئین فیصلہ کرلیں کہ یہ منکرین اپنے پیشواؤں کی کیوں نہیں مانتے۔

حوالہ جات شاہ ولی اللّٰہ رحمۃ اللّٰہ علیہ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

مے فرمودندا میرے صاحب شوکت
ھمسایہ مصد فاضل بود عمارت حویلی خواست
اتفاقاً حویلی اوموضعی کجی مے افتاد
از مصد فاضل قدرے زمین باضعاف
مضاعفہ ثن مثل بلب کرو قبول نہ
نود سر انجام میاں ایشاں خشونت و
وحشت واقع شدامیر گفت علی
ابصباح پیش بادشاہ میروم والتماس
مے کنم کہ ایں زمین بادشاھی است
مسلوك مصد فاضل نیست وایں بقعہ
رامے گیرم نے گذارم اگرچہ الوف

خرچ شوند مصد فاضل نیست وایں مقبعه رامے
گیرم نے گزارم اگرچه الوف خرچ شوند مصد
فاضل شب هنگام بن آمد الصاح ازحد گزارایند
گفتم هرگز بابادشاه فلاقاتنخواهد کردو هرگز
ایں مناقشه نتواں بود علی الصباح بقعه دیوان
بادشاه از خانه برآمد رسواراں یاوے
برخوردن رکه فرمان آنست که
همیں ساعت کوچ کنی گفت مے
خواهم که بالسنافه رخصت شوم و بعض
مطالب ضروریه عرض کنم گفتند نه همیں
ساعت بایدکه کوچ کنی بجبره و کره
هماں وقت اوراازشهر برآوردند
هاں جهت جاں به جاں ده سپرد
فرصت مشاقه نیسافت

(انفاس العارفین، صفحه۵۷۔۵۶)

یعنی فرماتے ہیں کہ ایک بااقتدار امیر نے محمد فاضل کی ہمسائیگی میں حویلی کے قطعہ لیا۔ قطعہ کی ساخت کچھ ایسی تھی کہ حویلی میں ٹیڑھ آتی تھی۔ اس نے محمد فاضل سے دگنی تگنی قیمت پر قدرے زمین مانگی مگر وہ نہ مانا بالآخران کے درمیان رنجش اور جھگڑا ہوگیا۔ اس امیر نے کہا میں صبح جا کر بادشاہ سے کہوں گا کہ یہ زمین محمد فاضل کی ملکیت نہیں بلکہ سرکاری ہے۔ زمین کا یہ ٹکڑا چھوڑوں گا کسی بھی صورت نہیں بلکہ لے لوں گا چاہے ہزاروں روپے خرچ ہوجائیں۔ محمد فاضل رات کو میرے پاس آکر حد سے زیادہ گڑگڑایا میں نے کہا کہ وہ بادشاہ سے ہرگز نہیں مل سکے گا اور کسی بھی صورت یہ جھگڑا پیدا نہیں ہوگا۔ چنانچہ صبح سویرے جب وہ امیر گھر سے نکل کر دربارِ بادشاہی جانے لگا تو راستے میں اسے شاہی سواروں نے

آلیا اور کہا کہ بادشاہ نے تمہارے لئے حکم دیا ہے کہ ابھی ابھی فلاں مہم کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ امیر نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ بادشاہ سے رُوبرو مل کر کچھ ضروری باتیں عرض کروں۔ کارندوں نے اس کی یہ بات نہ مانی اور فوراً ہی کوچ کرنے پر مجبور کر کے اسے زبردستی اُسی وقت شہر سے باہر نکال دیا اور وہ امیر اسی مہم میں مرگیا۔ چنانچہ اسے محمد فاضل سے جھگڑا کرنے کی ہی فرصت نہ ملی۔

نوٹ: یادرہے کہ یہ کتاب شاہ ولی اللہ کی آخری تصنیف ہے۔ اس کے خلاف جو ہوگا وہ تحریف ہوگی۔

فوائد: (۱) شاہ عبدالرحیم کی شخصیت غیر معمولی مصیبتوں میں امداد کرنے کے لئے مشہور تھی۔ اس لئے آپ کو جاننے والا ہر شخص اپنی بگڑی بنانے کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتا تھا۔

(۲) محمد فاضل خدا پرست تھا شاہ صاحب کا مرید تھا۔ اس نے اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ضرور مانگی ہوگی لیکن اس کے باوجود اپنی حاجت روائی کے لئے شاہ عبدالرحیم کے پاس جا کر گڑ گڑایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد فاضل کا یہ اعتقاد تھا کہ غیر معمولی مشکل اور مصیبت میں ولیوں کے دروازے پر دہائی دینا اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت افزائی کے لئے جب منفعت اور دفع ضرر کے اختیارات دیئے ہیں۔

(۳) اگر محمد فاضل کا یہ عمل اسلام کے خلاف ہوتا تو شاہ عبدالرحیم اس کو ڈانٹ دیتے اور صرف اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کی ہدایت دیتے۔

(۴) شاہ صاحب کا امیر کے بارے میں کہنا کہ وہ بادشاہ سے ہرگز نہیں مل سکے گا شاہ صاحب کی غیب دانی پر دلالت کرتا ہے یا ان کے تصرف پر ہر صورت میں اولیاء اللہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔

(۵) امیر کا انتہائی کوشش کے باجود بادشاہ سے نہ مل سکنا اور جنگ میں مارا جانا شاہ صاحب کی تصرف کی واضح دلیل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

مے فرمودند دراوائل ہر کسے را کہ بنظر
قبول مے دیدم مشغوف مے شد
ازیں جہت بہ کسے التفات نے کردم
وتنہا بربالاخانہ مصد فاضل بودم و
جائے آمد ورفت چادر چادر بر

روئے خودمے پیچیدم اتفاقاً روزے
ھدایت اللّٰہ بیگ بخانہ مصد فاضل نتقریب
قرابتے کرو کہ درمیاں اینہا بود
بیامہ ومرابا ومواجہ واقع شد
مشغوف گرید و خواھان بیعت گشت
شنیدہ بودم کہ دے رابا عزیزے
متوکل نقشبندی رابطے مواساتے ھست
گفتم سخن یکے است وفقراء بثابہ
یک تن مے باشند حق آں عزیز
مقدم الست باوے بیعت کن مکرر
مبالغہ می کرددوشغف اوازحد گذشت آخر بابیعت
اوقبول کردم و گفتم مواساۃ آں عزیز فروا گلزار
بعدازاں بہ آں عزیز خبر رسید برآشفت و
بدست ھدایت اللّٰہ بیگ بمن گفتہ
فرستاد کہ ھنوز جوانید شماراطلب
طریق باید کردنہ ارشاد گفتم ایں فضل
وموجہت حق است موقوف
برکبر سن نیست باز گفتہ فرستاد
کہ من انتقام ایں تعدی از شما میگرم
باخبر باشید گفتم لایحیق المکرائیسی الا
باھلہ خواھید ھر چہ خواھید اندیشہ بر

شمـــا خـــواهـــد افتـــار بـــه ایـــذار مـــن هـــمـــت

بســـت مـــن نیـــز مـــدافـــعـــه کـــردم کـــاربـــر آنـــجـــا

رســیـــد کـــربـــرآں عـــزیـــز ظـــاهـــر شـــد

کـــه بـــه ســیـــنـــه وے خـــنـــجـــر زده اســـت

ومـــدت حـــاضـــر شـــد درنـــیـــم شـــب

هـــدایـــت اللّٰه بیـــگ راطـــلـــبـــیـــه و

استـــغـــفـــار کـــرو ونیـــاز مـــنـــدی نســـود

وگـــفـــت بـــه یـــقـــیـــن دانستـــم کـــه

جـــان مـــن نـــمـــے آیـــد امـــا بـــایـــد کـــے

قـــصـــد ایـــمـــان نـــکـــنـــد گـــفـــتـــه اگـــر شـــمـــا ابـــتـــداء

بـــایـــذار نـــے کـــردنـــد کـــاربـــایـــں جـــانـــمـــے

رســیـــد الـــحـــمـــدللّٰه کـــه بـــایـــمـــان شـــمـــا

ضـــررے راجـــع نیـــســـت هـــمـــاں

شـــب بـــعـــالـــم قـــرار رســیـــد رحـــمـــة اللّٰه عـــلـــیـــه

(انفاس العارفین،صفحه۵۸۔۵۷)

یعنی فرمایا کہ شروع شروع میں جس پر بھی میں محبت کی نگاہ ڈالتا وہ میرا دیوانہ ہو جاتا اس وجہ سے میں کسی پر بھی نگاہ التفات نہیں ڈالتا تھا اور اکیلا محمد فاضل کے بالا خانے پر رہتا تھا۔ ادھر اُدھر جاتے وقت اپنے چہرے پر چادر ڈال لیا کرتا تھا۔
اتفاقاً ایک دن ہدایت اللہ بیگ رشتہ داری کی تقریب میں محمد فاضل کے گھر آیا جب اس سے میرا سامنا ہوا تو وہ میرا دیوانہ ہو گیا اور اس نے مجھ سے بیعت کی خواہش کی۔ میں نے سن رکھا تھا کہ اسے بزرگ متوکل نقشبندی سے ربط و تعلق ہے۔
میں نے اس سے کہا کہ بات ایک ہی ہے فقراء ایک تن کی مثال ہیں۔ اس بزرگ کا حق مقدم ہے اس لئے انہی سے بیعت کیجئے اس نے دوبارہ اصرار کیا اور اس کی محبت بڑھ گئی۔ بالآخر میں نے اسے بیعت میں قبول کیا اور کہا کہ ان بزرگ سے بھی تعلق نہ توڑیئے گا۔ کچھ دنوں بعد اس بزرگ کو خبر پہنچی تو غصہ ہوئے اور ہدایت اللہ بیگ کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ابھی

جوان ہو تمہیں حصول طریقت کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ بیعت ارشاد۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس کا انحصار بڑی عمر پر نہیں ہوتا پھر کہلا بھیجا کہ میں تم سے اس زیادتی کا بدلہ لوں گا میں نے کہا: وَ لَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ط (پارہ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۴۳)

ترجمہ: اور بُرا داؤں اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے۔

(یعنی چاہ کن را چاہ درپیش) جو چاہو کر کے دیکھ لو اس کی افتاد تم پر ہی پڑے گی۔ اس نے مجھے تکلیف پہنچانے کے لئے اپنا عمل شروع کر دیا۔ میں نے اپنی مدافعت کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس بزرگ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کے سینے میں خنجر چبھو دیا گیا ہے اور موت سر پر آ پہنچی ہے۔ آدھی رات کے وقت ہدایت اللہ بیگ کو بلوایا اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگی اور میرے حق میں نیازمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہ مجھے یقین ہے کہ میری جان نہیں بچے گی مگر انہیں چاہیے کہ میرا ایمان چھیننے کا قصد نہ کریں۔ میں نے کہلا بھیجا کہ اگر ایذارسانی کا آغاز نہ کرتے تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ بحمد للہ تمہارے ایمان کو ضرر نہیں پہنچے گا وہ بے چارے اس رات عالم قرار کو سدھار گئے ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالرحیم کو یہ قوت عطا کی تھی کہ غیر عادی طریقہ پر اپنے مخالف کو موت کے گھاٹ اُتار سکیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالرحیم کو یہ قوت عطا کی تھی کہ غیر عادی طور پر اپنے مخالف کی ایذارسانی کو دیکھ سکیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالرحیم کو یہ تصرف عطا کیا تھا کہ وہ اپنے مخالف کا ایمان سلب کریں۔

(۴) اس بزرگ نقشبندی کو جب موت سر پر نظر آئی اور اس کے ساتھ ایمان بھی جاتا دکھائی دیا تو اس نے غیر عادی طریقہ پر شاہ عبدالرحیم سے ایمان قائم رہنے کے لئے استمداد کی۔

(۵) شاہ عبدالرحیم نے اس کی غیر عادی طریقہ پر امداد کی اور اس کا ایمان قائم رہنے دیا۔

نیز شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

می فرمودند اعداء اہل چبت جمع
شدند بر روساء آں نواحی ظاھر
نمودند کہ اراضی ایں جماعت زیادہ
ازم آنست کہ درفرماں حکم شدہ رؤسا
سردم راباجہت پیسائش تعین کردند

اهل پهلت را اضطرب شد

بمن التجا نمود ندو گفتنه چون پیمائش

کننده عدو باشد هیچ تدابیر از

پیش نرود ایشان راتسلی دادم در

روز پیمود بالیشان حاضر شدم

واند کسے متوجه گشتم آنگاه گفتم

به پیمائید هر مزرعه که پیمودند کم

برم مداهل پهلت باز الحاح کردند

که اگر همه مزرعه کم آید پیما کنند متهم

شود و مناقشه منقطع نه گرد دباید که

بعضے کم باشند وبعضے برابر و بعضے زائد

تاهمه به هیئت اجتماعیه مساوی

گردو دیگر بار توجه کرم و

هر چند پیمائنده انواع حیلها

انگیخت فائده نه کردبرحسب

ولخواه ایشان صورت گرفت

(انفاس العارفین، صفحه ۵۹)

یعنی فرمایا قصبہ پہلت کے معتقدین کے دشمنوں نے وہاں کے رئیسوں کو برانگیختہ کیا کہ اس جماعت (فقراء شاہ عبدالرحیم) کے قبضہ میں فرمانِ شاہی سے کچھ زیادہ زمین آئی ہوئی ہے۔ چنانچہ رئیسوں نے کچھ لوگوں کو پیائش کے لئے مقرر کردیا اس بات سے پہلت والوں کو سخت پریشانی ہوئی اور مجھ سے التجا کی جب ناپ کرنے والا بھی دشمن ہو تو ہماری تدبیر کیسے چل سکے گی۔ میں نے انہیں تسلی دی اور پیائش کرتے وہ اصل حساب سے بھی کم سمٹتا۔ پہلت والے پھر رونے لگے کہ اگر

سبھی کھیت اصل پیائش سے کم نکلے تو دشمن پٹواری پر شک کریں گے اور جھگڑے کی بنیاد ختم نہ ہوگی چاہیے کہ کچھ کھیت کم نکلیں کچھ برابر اور کچھ زیادہ تا کہ سب کھیت مل کر اجتماعی شکل میں برابر ہو جائیں۔ میں نے دوبارہ توجہ ڈالی اگر چہ پٹواری نے مختلف حیلوں بہانوں سے کام لینا چاہا مگر کامیابی نہ ہوئی اور پہلت والوں کے حسبِ منشاء کام ہو گیا۔

فوائد: (۱) شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین پر جب کوئی ناگہانی افتاد اور مصیبت پڑتی تو وہ شاہ صاحب کے پاس جا کر فریاد کرتے اور ان سے استمداد اور استعانت کرتے۔

(۲) شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت اور قدرت عطا کی تھی کہ وہ توجہ کرتے تو غیر عادی طور پر یہ زمین سکڑ جاتی یا پھیل جاتی اور اس طرح مریدین کے حسبِ منشاء شاہ صاحب نے ان کی حاجت روائی کی۔

پھر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مے فرمودند که اسدعلی رابا بعض شرکاء
خویش منازعت افتاد جمع شدندو
خواستند که اوراهلاك کنندبمن آمد
والحاح عظیم کرد بحال وے متوجه شدم
گفتم برد ثابت باش ازهیچکس مترس
شرکاء بچند هزار کسے برسراوآمدندو
وے بجز بست کس رفیق نداشت
آخر هاصورت مرادید که ثبات امر مجهے
کندبندد قے سرداد وبه اسپ عدو
رسید دردم بافتاد مرعوب
وخزول بگریختند

(انفاس العارفین ،صفحه ۲۰۱)

یعنی فرمایا کہ اسد علی کا اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ان سب نے مل کر اسے ہلاک کرنے کی ٹھان لی یہ میرے

پاس بہت گڑگڑایا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جاؤ مضبوط رہو اور کسی سے مت ڈرنا چنانچہ اس کے دشمن ہزار مددگاروں کے ساتھ اس پر چڑھ دوڑے حالانکہ اس کے ساتھ صرف بیس ساتھی تھے۔ بالآخر لڑائی کے دوران میری شکل دیکھی کہ ثابت قدمی کا حکم کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے بندوق داغ دی جو دشمن کے گھوڑے کو جا لگی وہیں ڈھیر ہوگیا اور دشمن مرعوب ہوکر بھاگ گئے۔

اس واقع میں شاہ صاحب سے استمداد اور ان کی امداد کا واضح طور پر ذکر ہے۔ شاہ ولی اللہ اپنے والد کے جد امجد حضرت

شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

یکباری سید برھان بخاری راقولنج
عارض شد اضطراب سے حد کردہ
بحضرت ایشاں التجا آورد بخانہ
او رفتندو بر بالین او نشتند
و مرض اور ابر گرفتند
شفا کلی یافت اما گاہ گاھے
آں عارضہ بحضرت ایشاں عارض می شود

(انفاس العارفین ،صفحہ ۱۷۷)

یعنی ایک بار سید برہان بخاری قولنج کے درد میں مبتلا ہو گئے اور شدید بے چینی محسوس کرنے لگے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے سرہانے بیٹھ کر اس مرض کو اس طرح سلب کر لیا کہ اسے فوراً شفا کاملہ ہوگئی البتہ کبھی کبھی قولنج کا یہ عارضہ حضرت شیخ کو ہو جاتا تھا۔

فائدہ: اس واقعہ میں حضرت شیخ محمد سے بیماری میں استمداد اور ان کے طریقہ سے امداد کرنا بالکل واضح ہے۔

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

سید محمد وارث ذکر کرد کہ مرا
سفر سے پیش آمد بجناب ایشاں

رجوع کہ دم بشارت عافیت
دادند اتفاقاً دراں سفر
شبے قطاع الطریق هجوم کردند
وخوف هلاك مستولی شد
بجناب ایشاں متوجه شدم دراں
حالت مرارعشه گرفت ایشاں
رادر منام دیدم که میفرمانید
فلانے تراکه منع کرده است
برخیز و برد دو عدد لدو
که قسی است از خلادة
مراعنائیت فرمود ندآں را
درهیج فوطه نگاه داشتم
چوں بیدار شوم آں دوعدد
برابعینه یافتم برخاستم و
سوارشدم وراه خود گیرفتم
همه قطاع طیرلق از من
غافل ماند ندو هیحکپس متعرض نشد
وآں لدو مدتها بامن ماند
چوں ایشاں ازیں عالم انتقال
کردندآں رابخوردم عجوزه
را از مخلصات ایشاں بعد
وفات ایشاں تب لرزه
در گرفت و بغایت نزار

گشــــت شبـــے بــــہ نــــوشیــدن
آب وپـــوشیـــدن لـــحــــاف
مـــحتـــاج شـــدو طـــاقـــت آں
نـــداشـــت راکسـے حـــاضـــر بـنـود
ایشـــاں متــمثـــل شـــدنـــدوآب
داد نـــدو لـــحـــاف پـــوشـــانیدند
آنـــگـــاہ غـــائـــب شـــد

(انفاس العارفین ،صفحہ ۱۷۸)

یعنی سید محمد وارث کا بیان ہے کہ مجھے ایک سفر کا اتفاق ہوا۔ میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اوران سے توجہ کی درخواست کی آپ نے خیر و عافیت کی خوشخبری دی۔ اتفاقاً سفر میں ایک رات ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور مجھے اپنی موت کا خوف محسوس ہوا۔ اس حالت میں حضرت شیخ کی جانب میں متوجہ ہوا۔ فوراً مجھ پر رعشہ طاری ہوگیا اور خواب میں میں نے حضرت شیخ کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں فلاں تمہیں کس نے روکا ہے اُٹھواور روانہ ہو جاؤ۔ اس کے بعد آپ نے مجھے دولڈو عنایت فرمائے جو میں نے جیب میں رکھ لئے ۔ جب اس غنودگی سے بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ دونوں لڈو بدستور میری جیب میں موجود ہیں چنانچہ میں اُٹھا اور سوار ہوکر اپنی منزل کو چل دیا۔ تمام ڈاکو مجھ سے غافل رہے اوران میں سے کوئی شخص بھی مجھ سے تعرض نہ کرسکا ایک عرصہ تک (بطور تبرک) میرے پاس موجود رہے۔ مگر جب حضرت شیخ اس دارفانی سے کوچ فرما گئے تو میں نے کھا لئے ۔ حضرت شیخ کے انتقال کے بعد آپ کے متوسلین میں سے ایک عورت تپ لرزہ میں مبتلا ہوگئی اور انتہائی کمزور پڑگئی رات کے وقت اسے پانی اور لحاف اُوپر لینے کی ضرورت محسوس ہوئی خود اسے اُٹھنے کی طاقت نہیں تھی اور پاس کوئی شخص نہیں چنانچہ حضرت شیخ متمثل ہوکر تشریف لائے آپ نے اسے پانی پلایا اور لحاف اُڑھایا اور پھر غائب ہوگئے۔

فائدہ: ان دونوں واقعات میں شاہ ولی اللہ نے غائبانہ طور پر اولیاءاللہ سے استمداد اوران کی امداد بیان کی ہے اور اس سے پہلے انفاس العارفین میں جس قدر واقعات بیان کئے گئے ہیں ان سب میں یہی کچھ بیان کیا گیا ہے اور یہی شاہ ولی اللہ کا مسلک ہے۔ لہٰذا اس کے برخلاف شاہ صاحب سے جو کچھ منقول ہے وہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ کسی شخص کو ذاتی قوت و اختیار کا مالک سمجھ کر اس سے استمداد کی جائے اس لئے مخالفین نے اس سلسلہ میں شاہ ولی اللہ

صاحب کے جس قدر حوالے پیش کئے ہیں وہ انہیں مفید نہیں ہیں ۔ یہ چند نمونے عرض کئے ہیں شائقین شاہ ولی اللہ کی تصانیف" انفاس العارفین الانتباہ اور الدرالشمین " کا مطالعہ کریں۔

شاہ عبدالعزیز محد ث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ : شاہ صاحب ہمارے تو مقتداء ہیں ہی لیکن مخالفین نہ صرف مقتدر مانتے ہیں بلکہ انہیں اپنا مایۂ ناز بزرگ سمجھتے ہیں ۔مولانا سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے کہ بلا شک مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پدر تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں ۔ بلا شک دیوبندی حضرات کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے ۔(اتمام البر ھا ن)

فوت شدہ بزرگوں کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کا مسلک اپنے والد شاہ ولی اللہ کی طرح ہے اور وہ فوت شدہ بزرگوں سے استمداد کو جائز سمجھتے ہیں چنانچہ بستان المحد ثین میں شیخ سیدی زروق فاسی کے احوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

حاشیہ شیخ سیدی زروق فاسی علی البخاری
وے ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد
بن عیسی برتسی فاسی ست معروف بہ
زروق روز پنجشنبہ وقت طلوع آفتاب
بست وهشتم محرم سال هشت صدو چهل
وشش تولد اوست ومادرو
پدرش قبل از سال هفتم قضا کروند
از علماء کبار دیار مغرب مثل فوری و
محاجی واستادابو عبداللهصغیر وامام صحابی
وابراهیم ناری وسیسی وسخاوی مصری
ورصائع دوئی ودیگر بزرگان آنجا اخذ
علوم کرده شیخ اوسیدی زیتون رحمة

اللّٰہ علیہ درحق اوبشارت دادہ کہ
او از ابدال سبعہ است و باوصف علو
حال باطن تصانیف او درعلوم ظاہرہ
نیز نافع شدہ مفید و کثیر افتادہ از
انجسلہ است این حاشیہ کہ نہایت برجستہ
واقع شدہ وشرح رسالہ ابن زیر
درفقہ مالکی وشرح ارشاد ابن
عسکر در شرح چند باب متفرق از
مختصر خلیل کہ درفقہ مالکی مشہور
ترین کتب ست وشرح قرطبیہ و
شرح راغبیہ وشرح عافیہ و
شرح عقیدہ قدسیہ وبست وچند
شرح برحکم شیخ تاج بن عطاء
اللّٰہ اسکندرانی وشرح حزب
الجر وشرح مشکوۃ الحزب الکبیر وشرح
حقائق المقری وشرح اسماء حسنی و
شرح مراصد کہ ازتصانیف شیخ ابوالعباس
احمد بن عقبة الحضری ونصیحتہ کافیہ ومختصر
آن واعانۃ الستوجہ المسکن علی طریق
والقیم والتمکین وقواعد التصور کہ در
غایت خوبی وحسن واقع شعر و حوادث

الوقت کہ کتاب ست نہایت
نفیس در صدد فصل برائے ردبدعات
فقراء وقت خود تصنیف نسودہ و
رسالہ مختصرہ درعلم حدیث و
مراسلات بسیاری کہ برای یاران خود
درآداب وحکم و موعظ ولطائف سلوك
نوشتہ بالجملہ مرد جلیل القدریست
کہ مرتبۂ کمال او فوق الذکرست
واوآخر محققان صوفیہ است کہ بین
الحقیقة والشریعة جامع بودہ اندو
بشگردی اواجلہ علماء متفخر ومباھی بودہ
اند مثل شہاب الدین قسطانی کہ سابق
حال اومذکور شد و شمس الدین
لقانی وخطاب الکبیر وطاھر بن زبان ردادی

یعنی یہ (شہاب الدین) ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برنُسی فاسی ہیں جوزروق کے نام سے مشہور ہیں۔ بروز پنجشنبہ بوقت طلوعِ آفتاب ۲۸ محرم ۸۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی سات برس کے نہ ہوئے تھے کہ ان کے ماں باپ نے انتقال کیا۔ دریارِ مغرب کے بڑے بڑے علماء مثلاً فوری، محاجی، استاد ابوعبداللہ صغیر، امام صعابی، ابراہیم ناری، سیوسی، سخاوی، مصری، رصائع دوئمی اور اس مقام کے دیگر بزرگوں سے علوم حاصل کئے۔ ان کے شیخ سیدی زیتون علیہ الرحمۃ نے ان کے حق میں بشارت دی تھی کہ وہ ابدال سبعہ میں سے ہیں۔ حال باطنی میں یہ بلند مرتبہ رکھتے ہوئے علوم ظاہرہ میں بھی ان کی تصانیف نفع بخش اور بہت مفید واقع ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حاشیہ ہے جو نہایت برجستہ واقع ہوا ہے۔ شرح رسالہ ابن ابی زید بھی ہے جو فقہ کی مالکی میں ہے۔ کتاب ارشاد ابن عسکر جو فقہ مالکی کی مشہور کتاب مختصر شیخ

جلیل کے چندابواب کی شرح ہے اس کی شرح لکھی ۔شرح قرطبیہ ، شرح راغبہ ، شرح عافیہ ، شرح عقیدہ قدسیہ ، بست و چند شرح برحکم شیخ تاج بن عطاء اللّٰہ، سکندر رانی ، شرح حقائق المقری، شرح اسماء الحسنیٰ ، شرح مراصد ج وان کے شیخ ابوالعباس احمد بن عقبۃ الحصر ی کی تصنیف ہے۔ نصیحت کافیہ اوراس کا مختصر عانۃ المتوجہ علی المسکین علی الطریق القیم و التمکین ،قواعد التصوف وحسن وخوبی میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔حوادث الوقت جونہایت نفیس کتاب ہے اورسوفصلوں میں اس زمانہ کے فقیروں کی بدعات کے رد میں تالیف کی ہے ۔علمِ حدیث میں بھی ایک مختصر رسالہ لکھا ہے نیز اپنے احباب کے لئے بہت سے ایسے مراسلات تحریر فرمائے جن میں ان آداب وحکم مواعظ ولطائف سلوک لکھتے تھے ۔الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے ان کے مرتبۂ کمال کو ظاہر کرنا تحریر وبیان سے باہر ہے۔وہ متاخرین صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت وشریعت کو جمع کیا ہے۔شیخ شہاب الدین قسطلانی جن کا حال پہلے گزر چکا ہے شمس الدین لقانی ،خطاب الکبیر طاہر بن زبان رواوی اور ان جیسے بڑے بڑے علماء نے ان کی شاگردی پرفخر وناز کیا ہے۔

وادراقصیدہ است برطور قصیدہ جیلانیہ کہ بعض ابیات اوانیست

یعنی قصیدہ جیلانیہ کی طرز پران کا ایک قصیدہ ہے جس کے بعض ابیات یہ ہیں۔

أَنَا لِمُرِيدِى جَامِعٌ لِشَتَاتِهِ
إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةِ

(الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن،الجزء ۱ ،الصفحة ۳۵،دار إحياء التراث العربى -بيروت)

یعنی میں اپنے مرید کوتسلی دینے والا ہوں جن زمانہ نکبت وادبار سے اس پرحملہ ہو۔

وَإِنْ كُنْتَ فِى ضِيقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ
فَنَادِ بِيَا رَزُوقُ آتِ بِسُرْعَةِ

(الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن،الجزء ۱ ،الصفحة ۳۵،دار إحياء التراث العربى -بيروت)

یعنی اگرتو کسی تنگی بے چینی اوروحشت میں ہوتو یارزوق کہہ کر پکار میں فوراًاس کی مدد کرتا ہوں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت رزوق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ اپنے مریدوں کی وحشت وبے چینی اور تنگی کے عالم میں ان کی مدد کرتے (خدا کی عطا سے) بلکہ خودعلماء دیوبند کے پیرومرشد جناب حاجی امداداللہ صاحب ’’کلیات

امدادیہ میں حصہ ارشادِ مرشد کے صفحہ نمبر ۱۳'' پر لکھتے ہیں:

کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب		دور کر دل سے حجاب جہل غفلت میرے رب

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(کلیات امدادیہ، حصہ ارشادِ مرشد، صفحہ نمبر ۱۳)

حاجی صاحب کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکل کشا بھی ہیں، حاجت روا بھی ہیں (اللہ کی عطا سے) اب اگر کوئی یہ کہے کہ جو حضرت علی کو مشکل کشا مانے وہ مشرک وہ فلاں وہ فلاں جیسا ضیاء الرحمٰن فاروقی کے خطبات کا مجموعہ جو قاری شبیر فاروقی نے لکھی ہے۔ (جواہرات فاروقی، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۱ تا ۵۶) تک لکھا ہے تو حاجی جو ان دیوبندیوں کے پیرومرشد ہیں وہ تو حضرت علی کو ہادی اور مشکل کشا کہہ کر پکار رہے ہیں تو اب بتائیں کہ یہ جو فتویٰ آج کل کے دیوبندی حضرات ہر سنی مسلمان پر لگاتے ہیں کہ حاجی صاحب کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان سب کو حاجی صاحب کی اقتدا کرنی چاہیے اور جو عقائد حاجی صاحب کے تھے ان کو ویسے ہی رکھنے چاہیے خود ان کے بہت بڑے ستون مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے حاجی صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے حاضر ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے کراماتِ امدادیہ میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم جہاز میں سوار ہو کر حج کو چلے جہاز ہمارا گردش طوفان میں آ گیا اور چار پانچ روز تک گردش میں رہا۔ محافظان جہاز نے بہت تدبیریں کئیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ آخرکار جہاز ڈوبنے لگا ناخدا نے پکار کر کہا کہ لوگو اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے۔ میں اُس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشے کو حافظ محمد ضامن صاحب اور دوسرے کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اور پر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اُٹھا کر پانی کے اُوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا۔ تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا۔ میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا اور بعد حج و زیارت اور طے منازل سفر کے تھانہ میں آ کر اس لکھے ہوئے کو دیکھ سکا اور نہ دریافت کیا۔ اُس وقت ایک طالب علم قدرت علی ساکن اینڈری ملک پنجاب مرید و خادم حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس نے بیان کیا کہ بیشک فلاں وقت میں حاضر تھا حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا کہ اس کو کنویں کے پانی سے دھو کر صاف کر لو اس لنگی کو جو سونگھا تو اس میں سے دریائے شور کی بو اور چکنا پن معلوم ہوا اس کے بعد حضرت حافظ ضامن صاحب اپنے حجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی لنگی دی اس میں بھی اثر دریا کا معلوم ہوتا تھا۔

(حوالہ کرامات امدایہ صفحہ ۱۵۔۱۴، مصنف اشرف علی تھانوی، ناشر کتب خانہ شرف الرشید، شاہکوٹ شیخوپورہ)

(طابع محمد حسین الرشید حنفی چشتی دیوبندی، مطبع نامی پریس لاہور)

الحاصل مذکورہ جوذکر کئے گئے ہیں ان سے یہ بات روزِ روشن کی طرح صاف ظاہر ہے کہ تمام اکابر محققین، محدثین اور تمام سلاسل کے پیشوا بزرگانِ دین کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے تمام انبیاء کرام، ملائکہ کرام اور صحابہ کرام، اولیاء کرام مشکل کشا بھی ہیں، حاجت روا بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمائے اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ (آمین)۔

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۳ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

﴿غائبانہ بیعت کا ثبوت﴾

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس بارے میں کہ کیا غائبانہ بیعت جائز ہے؟ اب تو یوں ہو رہا ہے کہ بذریعہ خطوط سے بیعت کی جاتی ہے ٹیلی فون وغیرہ پر۔ اسے مفصل لکھئے اور دلائل سے ہمارے ہاں اس مسئلہ پر بہت جھگڑا برپا ہے۔

نورالحسن ڈیرہ غازی خاں

الجواب منہ الحق والہدایۃ والصواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بیعت کے معنی ہیں 'بک جانا' یہی وجہ ہے کہ حقیقی مرید وہی ہوتا ہے جو مرشد کے ہاتھوں بک جائے۔ آج تو صرف رسم رہ گئی ہے لیکن یہ بھی خوب ہے آخرت میں کام آئیگی (انشاء اللہ) اور بک جانا مرید کے ارادہ پر ہے اسی لئے اسے مرید از ارادۃ کہا جاتا ہے یہی وجہ بیعت کا باقی رکھنا اور توڑ دینا مرید کے ہاتھ میں ہے مرشد ہزار بار کہے دے تو میرا مرید نہیں بیعت نہیں ٹوٹتی لیکن صرف دل ہی دل میں مرید کہے کہ فلاں میرا مرشد نہیں بیعت ٹوٹ جائیگی اور یہ بیعت

سنت ہے۔تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''شرعی بیعت کا ثبوت''اور اس میں اصل یہ ہے کہ مرید مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر خود اس کے حوالہ کرے لیکن غائبانہ بیعت بھی جائز ہے جیسا کہ اُوپر طریقے لکھے گئے ہیں سب کے سب جائز ہیں ۔قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ

(پارہ٢٦،سورۃ الفتح،ایت١٠)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اور فرماتا ہے:لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ (پارہ٢٦،سورۃ الفتح،ایت١٨)

ترجمہ: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

فائدہ: یہ دونوں آیات مطلق ہیں و المطلق یجری علی اطلاقہ یعنی بیعت مرشد کی موجودگی میں ہو یا غائبانہ مرشد زندہ موجود ہو یا صاحب وصال۔اس کی تحقیق آتی ہے اور صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب یہ بیعت ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے بیعت حدیبیہ میں ہوئی اور وہ مکہ معظّمہ گئے ہوئے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر رکھا ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔لفظ حدیث یہ ہیں:

وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ هَذِهِ لِعُثْمَانَ

(صحیح البخاری، کتاب المناقب ، الباب مناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی رضی اللہ عنہ ، الجزء١٢، الصفحة٣٢، الحديث٣٤٢٢)

متقدین صوفیہ کرام کی اصطلاح میں اسے روحانی بیعت کہا جاتا ہے۔اس پر فقیر کی ایک تصنیف بنام''روحانی بیعت کا ثبوت''اس کی تلخیص حاضر ہے۔

روحانی بیعت کا ثبوت: روحانی بیعت عقیدت پر مبنی ہے۔عقیدت صحیح ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ بلاعقیدت ظاہری بیعت منافقین کو بھی کام نہ آئی۔

حدیث قدسی میں ہے: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي

(صحیح البخاری، کتاب التوحید ، الباب قول اللہ تعالی ویحذرکم اللہ نفسه،الجزء٢٢، الصفحة٤٠٩، الحديث٦٨٥٦)

یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ کبھی انسان عبادات شاقہ کے بعد بھی کامیاب نہیں ہوتا۔

لیکن کبھی ؎ اگر ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

"بهجة الاسرار" میں ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کا مرشد نہ ہوا گر میرے ساتھ دل میں ہی عقیدت جوڑ لے تو وہ قیامت میں میرے مریدوں میں اُٹھایا جائے گا۔(انشاء اللہ تعالیٰ)

حواله جات: روحانی بیعت کا ثبوت متعدد کتب سے ملتا ہے۔ ارشادِ رحیمیه میں شاہ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معنی اُویسی آنست که حضرت شیخ طریقت شیخ فرید الدین عطار قدس سره گفته اند کر بعیضے از اولیاء اللّٰه باشد که ایشا نرا مشائخ طریقت و کبراء حقیقت ایسیان نامزابشانرااور ظاهر حاجت به پیر بنو وزیرا که ایشا نرا حضرت نبوت ﷺ یا روح ولی از اولیاء حق درحجر عنایت خود پرورش می دهد بیواسطه غیر چنانچه اُویس رادادرسالت پناه ﷺ واین مرتبه عالی تاهر کراخواهد و هد ذلک فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء۔ (ارشادِ رحیمیه ،صفحه۹)

شاہ محقق علی الاطلاق سیدی عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲۷۲ میں فرماتے ہیں کہ

محقق ومقرر است نزد اهل کشف و کمال زیشاں تاآنکه وفتوح از ارواح رسیده واین طائفه رادر اصطلاح ایشان (ارشادِ رحیمیه ،صفحه۲۷۲)

ابوالحسن خرقانی حضرت سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی کی روحانی بیعت بھی متعدد اور معتبر کتب سے ثابت ہے۔ مثنوی شریف اور تذکرۃ اولیاء للعطار رحمۃ اللہ علیہ اور خزینۃ الاصفیاء للمفتی غلام سرور مرحوم وغیرہ اور شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: شیخ ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید یداست بمدتے وتربیت شیخ ابو یزید وے راجب باطن روحانیت بوده است نه بظاهر وصورت۔

(ارشاد رحیمیه، صفحه ٦)

سلسلہ اُویسیہ ونقشبندیہ کے علاوہ بیشمار بزرگوں کو اس طریقت سے فیض ملا ہے۔ چند ایک اسماء ارشادِ رحیمیه میں صفحہ ۵ تا صفحہ ۹ میں لکھے ہیں اور ہر سلسلہ کے مشائخ کو مفتی غلام سرور لاہوری مرحوم نے حدیقة الاسرار میں سلسلہ اُویسیہ کے بے شمار بزرگوں کا نام لکھا ہے اور حضرت شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ نے اخبار الاخیار اور شیخ عطار قدس سرہٗ نے تذکرة الاولیاء میں بہت بزرگوں کے نام لکھے ہیں۔

منجملہ ان کے ہمارے پیرانِ پیر حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالخالق اُویسی حنفی قدس سرہٗ ہیں جنہیں حضور سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ سے صدیوں سال وصال کے بعد فیض نصیب ہوا اور ان سطور سے بھی مقصود یہی ہے۔

فائدہ: سلاسل طیبہ کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان جب بھی سلاسل طیبہ میں کسی سلسلہ سے وابسطہ ہو گیا وہ قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ بہ برکت مشائخ سلسلہ نجات سے سرشار ہوگا بشرطیکہ اس کا کسی صحیح سلسلہ ولایت سے سچی وابستگی ہو وہ صاحبِ سلسلہ بھی واقعی صاحبِ سلسلہ ہو۔ ورنہ آج کل تو یہ حال ہے کہ جو بھی کسی صاحبِ سلسلہ کی اولاد ہے خواہ وہ دین کا دشمن اور اسلامی شعار کا مخالف اور پرلے درجے کا بے عمل اور اسے کسی سلسلہ سے اجازت ہو یا نہ وہ ہمارا پیر ہے ایسے بے عمل بے سلسلہ پیروں کے لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہٗ نے فرمایا:

کار شیطان می کند نامش ولی
گر انیست ولی لعنت بر ولی
اے بسا ابلیس در روئے آدم است
پس بناید دادوست درمہ

یعنی کتنے لوگ ولی کہلاتے ہیں اور کام شیطانوں کے کرتے ہیں ایسے مکار آدمیوں پر خدا کی لعنت ہے۔ ابلیس شیطان انسان کے رُوپ میں آتا ہے اس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ دینے سے احتیاط کرنی چاہیے۔

اسی لئے مریدین پر لازم ہے کہ چار اوصاف کے پیر کو پیر بنائے۔

۱) عقائد اہلِ سنت رکھتا ہو۔ (بدمذہب، وہابی، دیوبندی اور شیعہ نہ ہو)۔

۲) سلاسل اُولیاء میں سے کسی سلسلہ سے اسے اجازت ہو۔ صرف کسی پیر کا بیٹا یا اس کا رشتہ دار ہونا کافی نہیں ورنہ بہت سے پیرزادے پیر مریدی کا دھندہ کر رہے ہیں اس کا خیال بہت ضروری ہے۔

۳) عالم ہو کم از کم شرعی مسائل حلال و حرام اور ضروریات دین کا علم رکھتا ہو۔

دورِ حاضر میں اکثر پیر صاحبان علم دین سے کورے ہیں اسی لئے انہیں علماءِ کرام کی قدر و قیمت نہیں خود بھی جہالت کے گڑھے میں ہیں مریدین کو بھی غرق کر رہے ہیں۔

۴) شریعت کے احکام کا عامل ہو (بے عمل، بے نمازی، داڑھی منڈا) شریعت کا مخالف کبھی پیری مریدی کا حق دار نہیں۔ کیونکہ آنکہ خود گم است کرا رہبری کند ﴿یعنی جو خود گمراہ ہو وہ دوسروں کا کس طرح رہبر ہوسکتا ہے؟﴾ اسی لئے مرید ہونے سے پہلے ان چار اُمور کو لازم سمجھیں ورنہ مرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں کہ جب یہ بات ہے تو سلاسل (قادری، چشتی،

سہروردی کا وجود نہیں رہتا) سلسلہ نقشبندیہ حضرت قاسم از سلمان فارسی ثابت کیا جاتا ہے تو امام جعفر کی سلمان فارسی سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

سلسلہ اُویسیہ کی علیحدہ حیثیت ثابت کی جائے تو محدثین کے نزدیک سیدنا اُویس کوئی شخص نہیں ہے صرف خیالی انسان کا نام اُویس ہے؟

جواب: شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''رسائل ومسائل ومکاتیب کے پچاسویں رسالہ'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت حسن بصری کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اور تلقین ذکر وغیرہ حاصل کرنا محدثین کے نزدیک ثابت ہے اور مشہور ہے اگر چہ بعض محدثین کے نزدیک روایت بیان کرنا ثابت نہیں ہوتا تو وہ ہمیں مضر نہیں۔

ملاقات علی بہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مزید تحقیق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ "اتحاف الفرقه"بر فوائد المخرقه، مشموله بالحاوی للفتاویٰ، صفحه ۱۹۱،جلد۱۲" اور حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ 'فخرالحسن" اور اس کی شرح "القول المستحسن" میں دیکھئے۔

اور فقیر کا رسالہ "ازاحة الشجن فی ملاقاة العلی و الحسن" بھی ان بزرگوں کے صدقے خوب ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكْ

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت سیدی شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے اسے جائز لکھا ہے۔ملاحظہ "فتاویٰ رضویه شریف، جلد ۲۶ ،مطبوعه لاهور"۔

اس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ''روحانی بیعت کا ثبوت'' میں ہے۔

نوٹ: یہ بھی ایک رسالہ ہے بنام ''غائبانہ بیعت کا ثبوت''۔

وَاللّٰهُ تَعَالیٰ اَعْلَمْ بَالصَّوَابْ

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۴ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ

☆......☆......☆